اصلی کلمہ اسلام : لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

آئین ختم نبوت زندہ باد
نظام خلافت راشدہ زندہ باد

پاکستان میں تبدیلی کلمہ اسلام

کی

"ایک خطرناک سازش"

مرتبہ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہٗ امیر تحریک خدام اہل سنّت صوبہ پنجاب

شائع کردہ : تحریک تحفظ کلمہ اسلام پاکستان

ملنے کا پتہ

(۱) دفتر تحریک خدام اہل سنّت والجماعت زیر مسجد برکت علی ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور

(۲) دفتر تحریک خدام اہلسنت والجماعت مدنی جامع مسجد چکوال ضلع جہلم

قیمت ۲۵ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمد للہ ربّ العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمدٍ رحمۃ للعالمین وخاتم النبیین وعلیٰ آلہٖ وازواجہٖ واصحابہٖ وخلفاءہٖ اجمعین۔

قیامِ پاکستان کا مقصد یہ تھا کہ یہاں اسلامی آئین نافذ ہوگا لیکن ۲۸ سال کا طویل عرصہ گذرنے کے باوجود یہ مقصد پورا نہیں ہو سکا۔ بلکہ ملکی حیثیت سے جو بڑا انقلاب آیا وہ بنگلہ دیش کا قیام ہے جس کے بعد پاکستان آدھا رہ گیا اور اس باقی ماندہ حصہ میں بھی دن بدن صوبائی۔ قومی۔ معاشی۔ لسانی۔ سیاسی اور مذہبی مسائل کی وجہ سے افتراق و انتشار بڑھ رہا ہے۔

ایک مُبارک دن

باوجود دیگر خرابیوں اور بربادیوں کے اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت سے مسلمانانِ پاکستان کو ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا وہ مُبارک تاریخی دن نصیب ہوا ہے جس میں متفقہ طور پر قومی اسمبلی میں دورِ حاضر کے ایک دجال و کذاب مرزا غلام احمد قادیانی کی اُمّتِ مرزائیہ کو (قادیانی ہوں یا لاہوری) غیر مسلم (کافر) اقلیت قرار دے دیا گیا اور آئینِ پاکستان کے آرٹیکل ۲۶۰ میں دفعہ نمبر ۲ کے بعد حسبِ ذیل نئی دفعہ شامل کر دی گئی کہ:

جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان نہ رکھتا ہو یا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد الفاظ کے کسی بھی مفہوم یا اظہار کی صورت میں نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہو یا اس قسم کے دعویدار کو نبی یا مُصلح مانتا ہو۔ وہ آئین یا قانون کے مقاصد کے تحت مسلمان نہیں۔ اور تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ نمبر ۲۹۵ میں یہ تشریح بھی

شامل کر دی گئی کہ :-

جو مسلمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے (جیساکہ آئین آرٹیکل نمبر ۲۹۰ کی دفعہ نمبر ۳ میں صراحت کردی گئی ہے) کے تصور کے خلاف عقیدہ رکھے۔ عمل کرے۔ یا پرچار کرے گا۔ اُسے اس دفعہ کے تحت سزا دی جاسکے گی"

(بحوالہ نوائے وقت راولپنڈی ۸ ستمبر ۱۹۷۴ء)

ایک منحوس ساعت

لیکن اس کے بعد جلدی ہی مسلمانان پاکستان کے لئے ۳۱ اکتوبر ۱۹۷۴ء میں ایک منحوس ساعت ایسی بھی آگئی جس میں سرکاری سکولوں میں وہ شیعہ نصاب دینیات بھی منظور کر لیا گیا جو اصلی اور متفقہ کلمہ اسلام لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی بجائے ایک خود ساختہ کلمہ اسلام پر مبنی ہے۔ اس کا مختصر پس منظر یہ ہے کہ چند سالوں سے شیعہ فرقہ یہ مطالبہ کر رہا تھا کہ سرکاری سکولوں میں ان کا نصاب دینیات بھی نافذ کیا جائے لیکن سابقہ حکومتوں میں یہ مطالبہ کامیاب نہیں ہو سکا۔ موجودہ حکومت کے دور میں جب یہ مطالبہ پیش کیا گیا تو ۳۰ ستمبر ۱۹۷۲ء کو کوثر نیازی کمیٹی نے کراچی کے ایک اجلاس میں سُنی شیعہ مشترکہ نصاب دینیات کی سفارش کر دی۔ مگر سوادِ اعظم اہلِ سُنت نے اس کے خلاف شدید احتجاج کیا اور خصوصاً تحریک خدام اہلِ سُنّت کی طرف سے ایک رسالہ بعنوان۔ "سوادِ اعظم کے ملکی و ملی حقوق کے تحفظ کے لئے اہم سُنی مطالبات" سارے ملک میں پھیلا دیا گیا جس پر قریباً ایک ہزار علماء و فضلاء کے دستخط تھے۔ جن میں قومی اسمبلی کے حسب ذیل سات علماء ارکان بھی شامل ہیں۔ (۱) شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک پشاور (۲) مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی (۳) مولانا شاہ احمد صاحب نورانی (۴) مولانا صدر الشہید صاحب (بنوں) (۵) مولانا عبدالحکیم صاحب (راولپنڈی) (۶) مولانا نعمت اللہ صاحب (کوہاٹ) (۷) مولانا عبدالحق صاحب (بلوچستان) اس کے بعد نیازی کمیٹی کی سفارشات منظور نہ ہو سکیں۔ لیکن ۱۹۷۴ء کی تحریکِ ختم نبوت کے نتیجہ میں جب ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو آئین

پاکستان میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ تو شیعوں کی طرف سے پھر زور شور سے نصاب شیعہ کی تحریک شروع کر دی گئی حتیٰ کہ انہوں نے ۲۷ اکتوبر ۱۹۷۴ء کو راولپنڈی میں "حسینی محاذ" کھولنے کا اعلان کر دیا۔ اس اقدام کو جہاد قرار دیا گیا اور حکومت کو دھمکیاں دی گئیں چنانچہ شیعہ مطالبات کمیٹی کے صدر جمیل حسین رضوی سابق جج ہائی کورٹ نے پریس کانفرنس میں یہ اشتعال انگیز بیان دیا کہ:

"اڑھائی کروڑ شیعوں کے نمائندوں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ آئندہ ہم نے حکومت سے کسی قسم کی گفتگو نہیں کرنی ——— بلکہ ۲۷ اکتوبر کو قوم ایک بار پھر راولپنڈی میں جمع ہو کر اپنی زندگی کا ثبوت دے گی"

اور یہ بھی اعلان کیا گیا کہ:

دو لاکھ شیعہ قبائلی تو اپنے مذہب پر فدا ہونے کے لئے تیار کھڑے ہیں"

(ہفت روزہ شیعہ لاہور ۲۴ ستمبر ۱۹۷۴ء)

چونکہ شیعوں کا یہ مطالبہ سواد اعظم کی مرضی کے خلاف تھا اور انہوں نے "حسینی محاذ" کا اعلان جہاد بھی اس موقعہ پر کیا تھا جبکہ مرزائی غیر مسلم اقلیت قرار دئے جا چکے تھے اور ان کی طرف سے ملک میں انتشار پھیلانے کا زیادہ خطرہ تھا۔ اس لئے خدام اہل سنت نے فوری طور پر ایک ٹریکٹ "اہل سنت کے لئے ایک اور آزمائش" شائع کیا جس میں حکومت کو شیعہ ایجی ٹیشن کے خطرناک نتائج سے آگاہ کر دیا گیا لیکن بجائے اس کے کہ شیعہ ایجی ٹیشن پر پابندی لگائی جائے۔ اچانک اخبارات میں یہ خبر شائع ہو گئی کہ حکومت نے شیعہ نصاب دینیات منظور کر لیا ہے۔

حکومت اور شیعوں کا مشترکہ اجلاس

۱۳۔ اکتوبر ۱۹۷۴ء کو لاہور میں حکومت اور شیعوں کا ایک مشترکہ اجلاس منعقد ہوا جس میں حکومت کی طرف سے وفاقی وزیر تعلیم پیرزادہ عبد الحفیظ وفاقی وزیر زراعت رفیع رضا اور شیعہ جماعتوں کی طرف سے نواب مظفر علی

قزلباش، جمیل حسین رضوی اور مسٹر مظفر علی شمسی سمیت ستولہ شیعہ علماء و زعماء شریک ہوئے۔ لیکن اس اہم اجلاس میں سوادِ اعظم اہلِ سُنّت کے کسی ایک عالم کو بھی شریک نہیں کیا گیا۔ اس اجلاس میں یہ منظور کر لیا گیا کہ مڈل کلاسوں تک سنی و شیعہ مشترکہ۔ اور نویں و دسویں کلاسوں میں علیحدہ علیحدہ نصاب دینیات ہوگا اس اجلاس میں شیعہ نمائندوں نے عارضی طور پر ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی پی ایچ ڈی کا مؤلفہ نصاب دینیات بھی منظور کرا لیا جس کے حصہ اوّل صـ۲۱ پر یہ کلمہ لکھا ہوا ہے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ۔ اس کلمہ کی تشریح میں وہاں یہ بھی تصریح کی گئی ہے کہ اسلام کی برادری میں شریک ہونے کے لئے توحید و رسالت کے بعد تیسرے نمبر پر حضرت علیؓ کو پہلا امام ماننا ضروری ہے۔

حکومت کا غیر منصفانہ فیصلہ

چونکہ بھٹو حکومت کا سوادِ اعظم اہلِ سُنّت کے خلاف یہ فیصلہ یکطرفہ اور غیر منصفانہ تھا اس لئے اس کے خلاف ملک میں احتجاج ہُوا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق صاحب ایم این اے نے قومی اسمبلی میں بھی اس کے خلاف تحریک پیش کی۔ تحریک خدامِ اہلِ سُنّت کی طرف سے ایک احتجاجی پمفلٹ "ایک غیر منصفانہ فیصلہ" ملک کے گوشے گوشے میں تقسیم کیا گیا۔ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک (پشاور) میں مولانا سمیع الحق صاحب مدیر نے بھی اس کے خلاف ایک مفصل مضمون لکھا۔ مولانا محمد اسحٰق صاحب صدیقی مدرسہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی کا ایک مضمون "سرکاری مدارس میں شیعہ مذہب کی تعلیم" پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا گیا۔ اور سوادِ اعظم کی طرف سے احتجاجی قرار دادیں اور تاریں بھی ارسال کی گئیں۔ لیکن حکومت نے سوادِ اعظم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے فیصلہ کو بحال رکھا۔

عوامی حکومت بھی جُھک گئی

چونکہ شیعہ فرقہ نے نصاب کے سلسلہ میں ایک تاریخی کامیابی حاصل کر لی تھی اس لئے انہوں نے اس فیصلہ کو "ملتِ جعفریہ کی عظیم ترین فتح مبین" قرار دیا (ہفت روزہ شیعہ لاہور یکم نومبر ۱۹۷۴ء) اور ہفت روزہ رضا کار لاہور ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۷۴ء

میں یہ شائع ہوا کہ:

شیعہ عوام کے سامنے جھک کر عوامی حکومت نے اپنا وقار بحال کر لیا"

سنی و شیعہ نصاب کمیٹی کی نوعیت

سُنی شیعہ دینیات کی تدوین کے لیے حکومت نے جو نصاب کمیٹی بنائی۔ اس کے لئے شیعہ مصنفین کا انتخاب تو خود شیعہ جماعتوں نے کیا۔ لیکن سنی مصنفین کو حکومت نے خود نامزد کیا جن میں علماء بھی ہیں اور پروفیسر بھی۔ اور بہرحال وہ اہلِ سنّت والجماعت کے نمائندہ نہیں قرار دیئے جا سکتے۔ ۱۹۷۵ء کے لئے حکومت کی طرف سے نیا نصاب نافذ کر دیا گیا ہے۔ جو مڈل کلاسوں تک تو سنی و شیعہ طلبہ کے لیے مشترکہ ہے۔ اور نویں دسویں کلاسوں کے لئے علٰحدہ علٰحدہ کتابیں ہیں جن کا نام ایک ہی ہے یعنی "اسلامیات لازمی برائے جماعت نہم و دہم" مگر فرق کرنے کے لئے ایک پر "سُنی طلبہ کے لئے" اور دوسری پر "شیعہ طلبہ کے لئے لکھ دیا گیا ہے۔ پھر ان دونوں کتابوں کا حصّہ اوّل ص۴۵ تک بالکل ایک ہی ہے۔ اور اس کے بعد حصّہ دوم میں سنی و شیعہ دونو مذہبوں کے اپنے اپنے عقائد و مسائل درج کئے گئے ہیں۔

سُنی مُصنفین کی بیچارگی

چونکہ سُنی مُصنفین کو حکومت نے نامزد کیا تھا اس لئے ان کی نظر حکومت کی پالیسی پر رہی ہے اور اُنہوں نے بعض اہم بنیادی امور کو نظر انداز کر دیا ہے مثلاً۔ ان عقائد کی تشریح میں اُنہوں نے عقیدۂ نبوت کے تحت نہ خاتم النبیّین کا عنوان قائم کیا ہے اور نہ ہی سُنی طلبہ کے لئے عقیدہ ختمِ نبوّت کی کوئی تشریح کی ہے۔ لیکن اس کے برعکس شیعہ مُصنفین نے خاتم النبیین کا عنوان قائم کر کے عقیدہ ختمِ نبوت بیان کیا ہے۔ (۲) شیعہ مُصنفین نے اپنی کتاب میں اپنے عقیدہ کے مطابق مسئلہ امامت کی بھی پوری تشریح کر دی ہے۔ اور اس کی تائید میں دو آیتیں بھی پیش کر دی ہیں۔ (گو ان آیات کا ان کے عقیدہ امامت سے کوئی تعلق نہیں۔ اور مسئلہ امامت کی جو انہوں نے تشریح کی ہے کہ بارہ امام مثل نبی کے معصوم ہیں وغیرہ وہ عقیدہ ختمِ نبوّت سے متصادم ہے) لیکن سنی مُصنفین

نے "خلافتِ راشدہ" کا عنوان قائم کر کے خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیقؓ ۔حضرت عمرؓ فاروق حضرت عثمانؓ ذوالنورین اور حضرت علیؓ المرتضیٰ کے فضائل و حالات تو بیان کر دئیے ہیں لیکن مسئلہ خلافت کی اہمیت نہیں سمجھائی اور نہ ہی خلافتِ راشدہ کی تائید میں کوئی آیت پیش کی ہے حالانکہ اس بارے میں پارہ ۱۸۔ سورۃ النور رکوع ۷ کی آیت استخلاف صریح نص ہے ۔کہ اگر خصوصیت سے اصحابِ ثلثہ کو خلفائے برحق نہ تسلیم کیا جائے تو اس آیت کا مفہوم ثابت نہیں ہو سکتا۔(۳) خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ جا بجا غنی کا لفظ تو لکھا ہے لیکن ذوالنورین کا لقب نہیں لکھا جس سے آپ کا رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ سے یکے بعد دیگرے نکاح کرنے کی وجہ سے دامادِ رسول ہونا ثابت ہوتا ہے ۔بلکہ کسی جگہ حضرت عثمان کا دامادِ رسول ہونا بیان نہیں کیا۔اور برعکس اس کے انہی سنی مصنفین نے حضرت علی المرتضیٰؓ کے حالات میں آپ کا دامادِ رسول ہونا صراحتاً لکھ دیا ہے (۴) سُنی مصنفیں نے "اولادِ نبی" کا عنوان تو لکھ دیا ہے لیکن اس کے تحت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے نام نہیں لکھے ۔بلکہ وہاں یہ لکھ دیا ہے کہ (استاد صاحب اس کی تفصیل "رہنمائے اساتذہ" سے دیکھ کر طلبہ کو بتائیں)(۵) آخر میں "کاتبینِ وحی کی تعداد قریباً چالیس تک بیان کر کے حضرت ابو بکر صدیقؓ ۔حضرت عمر فاروقؓ ۔حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور حضرت علیؓ المرتضیٰ کے علاوہ صرف حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے نام لکھے ہیں ۔ حالانکہ یہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام بھی لکھنا چاہیئے تھا جن کا کاتبِ وحی ہونا اہل سنت کے نزدیک مسلم ہے ۔لیکن جن سُنی مصنفین کی بے بسی کا یہ حال ہے کہ وہ "اولادِ نبی" کے تحت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں حضرت زینبؓ ،حضرت رقیہؓ ،حضرت ام کلثومؓ کا نام لکھنے کی جرأت نہیں کر سکتے وہ حضرت امیر معاویہؓ کا نام کاتبین وحی میں کیسے لکھ سکتے تھے؟

ذہنی پستی کی انتہا۔

سنی مصنفین کی درماندگی اور ذہنی پستی کی حد یہ ہے کہ انہوں نے کلمہ اور اذان کے الفاظ بھی نہیں لکھے اور صفحہ ۳۱ پر کلمہ طیبہ کے تحت صرف یہ لکھ دیا

ہے کہ:

کلمہ طیبہ میں توحید اور رسالت کا اقرار ہے۔ اس کی تفصیل استاد صاحب "رہنمائے اساتذہ" سے دیکھ کر طلبہ کو بتائیں گے۔ اسی طرح صہ۶۴ پر اذان واقامت کے بارے میں لکھ دیا ہے کہ استاد صاحب بتائیں گے۔ ان سنی مصنفین کے احساسِ کمتری کا حال یہ ہے کہ وہ کاغذ پر کلمہ اسلام نہیں لکھ سکتے لیکن ایک دور مسلمانوں کی شوکت وجانبازی کا بقول علامہ اقبال مرحوم یہ تھا کہ ؎

دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی جہانداروں کی　　کلمہ پڑھتے تھے ہم چھاؤں میں تلواروں کی

رہنمائے اساتذہ

کلمۂ اسلام وغیرہ بتانے کے لئے جس کتاب "رہنمائے اساتذہ" کا حوالہ دیا گیا ہے وہ بھی حکومت کی طرف سے شائع ہو چکی ہے۔ جو سُنّی وشیعہ دونوں کے لئے ایک ہی ہے۔ اس میں حصّہ اوّل مشترکہ ہے حصّہ دوم سنی طلبہ کے لئے ہے جس کے مصنف ایک سنی عالم اور ایک پروفیسر ہیں۔ اور تیسرا حصّہ شیعہ طلبہ کے لئے ہے جس کے مصنف دو شیعہ عالم ہیں۔ سُنّی طلبہ کے لئے حصّہ دوم صہ۲۷ پر کلمہ طیبہ کے عنوان کے تحت یہ لکھا ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو کلمہ طیبّہ کہتے ہیں۔ اس کلمہ کا دل سے اقرار کرنے والا اپنی زبان سے دو باتوں کا اعلان کرتا ہے ایک یہ کہ اللہ کے سوا کسی کو معبود نہیں بنائے گا ــــ (اس کے بعد توحید کی تشریح ہے) ــــ لیکن کلمہ طیبّہ کی تشریح بھی نامکمل ہے کیونکہ اس میں یہ تصریح نہیں کی کہ یہ اسلام کا کلمہ ہے اور اس کے پڑھنے سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے۔ اور نہ ہی عقیدہ ختم نبوّت کی کوئی تصریح کی ہے۔ لیکن اس کے برعکس شیعہ مصنفین نے ان باتوں کی یہ وضاحت کر دی ہے کہ: ــ کلمہ۔ اسلام کے اقرار اور ایمان کے عہد کا نام ہے۔ کلمہ پڑھنے سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے۔ کلمہ میں توحید و رسالت ماننے کا اقرار اور امامت کے عقیدے

شمار ہے (صـ۳۵) اور رسالت کے تحت یہ تصریح کر دی ہے کہ،

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برحق رسولوں کے آخری فرد ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے آنحضرت تک سب نبی سچے تھے۔ حضور کے بعد کوئی نبی ورسول نہیں آئے گا" (صـ۳۶) اس کے بعد عقیدہ امامت کی تشریح کر کے آخر میں کلمہ کے عنوان سے یہ لکھ دیا ہے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہِ۔ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَخَلِیْفَتُہٗ بلا فَصْل ط۔ اسلام کے نام پر شیعوں کی طرف سے اس خود ساختہ کلمۂ اسلام کو درج کرانے کے بعد سنی مصنفین اور نصاب دینیات پر نظر ثانی کرنے والے حضرات پر یہ لازم تھا کہ وہ اپنے اور تمام ملت اسلامیہ کے متفقہ کلمۂ اسلام کے تحفظ کی خاطر سرکاری مشاہرات اور مراعات کو نظر انداز کر کے نصاب کیٹی اور اس کی معاونت سے بالکل دستبردار ہو جاتے۔ کیونکہ بقول مولانا محمد علی جوہر مرحوم سے

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے

یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

اسلام کے نام پر جو کلمہ شیعوں نے وضع کیا ہے وہ عرب و عجم کے متفقہ کلمۂ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے خلاف ہے۔ اور شیعہ علماء و مجتہدین بھی یہ جانتے ہیں کہ حضور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو مسلمان بنانے کے لئے جو کلمۂ اسلام پڑھایا ہے اس میں صرف توحید و رسالت کا اقرار ہوتا تھا۔ اور شیعہ مذہب کی روایات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اس قسم کی روایات تو بکثرت ہیں۔ مگر یہاں بطور نمونہ حسب ذیل روایات درج کی جاتی ہیں:

روایات شیعہ

(۱) علامہ باقر مجلسی جو شیعوں کے رئیس المحدثین ہیں۔ حضرت علیؓ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ: پس وحی نمود کہ اے محمدؐ بزو سوئے مردم و امر کن ایشان را کہ گویند لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (حیات القلوب جلد دوم صـ۳) ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ نے وحی کی

کہ اے محمدؐ آپ لوگوں کی طرف جائیں اور ان کو یہ حکم دیں کہ وہ پڑھیں۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ (۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بیوی حضرت خدیجۃؓ الکبریٰ جب اسلام لائیں تو حضور نے ان سے فرمایا کہ: کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ (کہہ دو۔ لا الٰہ الا اللہ محمدٌ رسولُ اللہ)

(ایضاً جلد دوم صـ۲۵۳)

(۳) شیعہ مذہب کی سب سے زیادہ مستند کتاب حدیث اصول کافی میں امام محمد باقر سے روایت ہے
ثُمَّ بعث اللہُ محمداً وھو بمکۃ عشر سنین فلم یمت فِی مکۃَ فِی تلک العشر سنین احدٌ یشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً رسولُ اللہ اِلَّا ادخلہُ اللہُ الجنۃَ باقرارہ۔

(ترجمہ) اس کے بعد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا وہ مکہ میں دس سال اس طرح رہے کہ لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دے کر مرنے والا کوئی نہ تھا۔ خدا نے جنت لازم کی اقرار شہادتین پر"
(صافی شرح اصول کافی جلد دوم صـ۲۳ از سید ظفر الحسن امروہوی)

(۴) مشہور شیعہ فاضل مفسر مولوی مقبول احمد دہلوی نے ترجمہ قرآن کے پارہ ۲۱ کے ضمیمہ میں فتح خیبر کے ذکر میں حضرت علیؓ کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ: آپ نے تمام اہل قلعہ کو داخل دائرہ اسلام کیا۔ مرحب کی بہن کو جو آئندہ زوجہ رسول ہونے والی تھیں۔ عزت و احترام سے خدمت رسولِ خدا میں بھجوا دیا اور بحکم جناب رسول خدا کی اس طرح تعمیل کی کہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ اور اشھد انّ محمداً رسولُ اللہ نہ فقط اہل قلعہ سے کہلوا دیا بلکہ آج تک صولت حیدری کے خوف سے پانچوں وقت مسلمان ہر جگہ پکارتے ہیں۔"
(اشارات تفسیر صـ…) (۵) جنگ خندق میں حضرت علیؓ المرتضیٰ نے ایک نامور کافر پہلوان عمرو بن عبدود کے سامنے تبلیغ اسلام میں سب سے پہلی بات یہ پیش کی کہ

تو محمد کی شہادت زبان پر جاری کرے اور یہ کہے۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً رسول اللہ۔
(ایضاً اشارات تفسیر صـ۳۳) یہاں یہ ملحوظ رہے کہ مولوی مقبول احمد دہلوی کا ضمیمہ حکومت کی طرف سے

ضبط شدہ ہے۔ اب شیعوں نے اُسی کو "اشارات تفسیر" کے نام سے شائع کیا ہے) تو جب ان روایات شیعہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمۂ اسلام صرف لَآ اِلٰہ اِلَّا اللہ محمد رسول اللہ پڑھایا ہے۔ اور حضرت علی المرتضیٰ نے بھی اور ام المومنین حضرت خدیجہ کبریٰ بھی یہی کلمۂ اسلام پڑھ کر مسلمان ہوئی ہیں۔ تو اس کے خلاف شیعوں کا موجودہ خود ساختہ کلمۂ اسلام کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟۔ کیا اس سے اصلی کلمۂ اسلام کا انکار نہیں لازم آتا۔

احادیث اہل سُنّت

کلمۂ اسلام لَآ اِلٰہ اِلَّا اللہ محمد رسول اللہ کے ثبوت کے لئے اہل سنت کی احادیث پیش کرنے کی ضرورت تو نہیں۔ البتہ بطور نمونہ بعض احادیث حسب ذیل ہیں (۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمعاذ بن جبل حین بعثہ الی الیمن انک ستأتی قومًا من اھل الکتاب فاذا جئتھم فادعھم اِلٰی اَن یشھدوا اَن لَآ اِلٰہ اِلَّا اللہ وان محمدً رسول اللہ۔ فان ھم اطاعوا لذٰلک فاخبرھم ان اللہ فرض علیھم خمس صلوات فی کل یوم ولیلۃ الحدیث (صحیح بخاری۔ کتاب المغازی)

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ بن جبل کو جب یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا کہ آپ اہل کتاب کی قوم کی طرف آئیں گے اور جب آپ ان کے پاس آئیں تو ان کو اس بات کی دعوت دیں کہ وہ یہ اقرار کریں:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ۔ محمد رسول اللہ۔

پس اگر وہ اس کو مان لیں تو پھر آپ ان کو یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں الخ (۲) رئیس یمامہ ثمامہؓ بن آثال کے اسلام قبول کرنے کے متعلق لکھا ہے کہ:

فاغتسل ثم دخل المسجد فقال اَشھد ان لآ الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدً رسول اللہ

(پس حضرت ثمامہؓ نے غسل کیا پھر مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور لَآ اِلٰہ اِلَّا اللہ۔ محمد رسول اللہ کا اقرار

کیا" (ایضاً بخاری کتاب المغازی)

(۳) علامہ شبلی نعمانی نے بھی سیرت النبی حصہ اول میں حضرت عمر فاروقؓ کے اسلام لانے کے واقعہ میں لکھا ہے کہ جب اس آیت پر پہنچے۔ (آمنوا باللہ ورسولہ) خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ" تو بے اختیار پکار اُٹھے۔

(اَشھد ان لآ اِلٰہ اِلّا اللہ وَ اشھد ان محمداً رسولُ اللہ)

بہرحال اس حقیقت میں اختلاف کرنے کی گنجائش نہیں ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے لوگوں کو مسلمان بناتے وقت صرف توحید و رسالت کا اقرار کرایا ہے۔ اور اس کے بعد دوسرے ارکان اسلام کی تعلیم فرمائی ہے۔ اور اسی کلمۂ اسلام لآ الہ اِلّا اللہ محمد رسول اللہ میں باقی سب ایمانیات آجاتے ہیں۔ یعنی گذشتہ انبیائے کرام۔ ملائکہ۔ کتابیں۔ قیامت۔ تقدیر وغیرہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"تبدیلی کلمہ کی خطرناک سازش"

کلمہ : اسلام کی وہ حقیقی بنیاد ہے جس کو ماننے سے ایک غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسی بنا پہ باوجود دوسرے شدید اعتقادی اختلافات کے آج تک تمام مسلم فرقوں کا کلمۂ اسلام ایک ہی رہا ہے یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ اور یہ وہ کلمہ طیبہ ہے جس کے مقدس الفاظ قرآن مجید سے ثابت ہیں۔ چنانچہ سورۃ محمد میں ہے فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ اور سورۃ الفتح میں ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ اور ملت اسلامیہ کی وحدت کلمۂ اسلام کی وحدت پر ہی مبنی ہے۔ بیشک ہمارا ایمان ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ ہیں۔ لیکن ہمارے کلمۂ اسلام میں ان اولوالعزم انبیائے کرام علیہم السلام کا نام مبارک بھی شامل کرنا جائز نہیں ہے۔ چہ جائیکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جو کہ نبی بھی نہیں ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اوّل اور امام الخلفاء ہیں لیکن کلمۂ اسلام میں ان کا نام بھی جائز نہیں اور مرزائیوں نے پاکستان میں گو مرزا غلام احمد کا نام کلمۂ اسلام میں شامل نہیں کیا اور اس میں لفظی تبدیلی کی جسارت نہیں کر سکے لیکن انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و ختم نبوت کو کافی نہ سمجھتے ہوئے چونکہ مرزا قادیانی کو نبی مان لیا ہے اس لئے وہ کلمۂ اسلام کے مفہوم میں تبدیلی کرنے کی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے ہیں۔ اور شیعوں نے تو صراحتاً حضرت علیؓ کے لئے خلیفہ بلافصل وغیرہ کے الفاظ شامل کر کے کلمۂ اسلام میں لفظی تبدیلی بھی کر دی ہے اس لئے وہ خود ہی ملت اسلامیہ سے کٹ گئے ہیں۔ یہ مسئلہ نہ تو فروعی ہے اور نہ ہی اقرارِ اسلام کے بعد کا

خلافت وامامت کا نزاعی مسئلہ ہے بلکہ یہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے یا نہ ہونے کا بنیادی مسئلہ ہے۔ یہ اس اسلام کا بنیادی مسئلہ ہے جو پاکستان کا سرکاری مذہب تسلیم کیا جا چکا ہے۔ اس میں یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ کلمہ تو شیعہ طلبہ کے لئے ہے کیونکہ یہ خود ساختہ کلمہ انہوں نے اسلام قبول کرنے کے لئے حسب ذیل تصریح کے ساتھ لکھا ہے کہ: کلمہ۔ اسلام کے اقرار اور ایمان کے عہد کا نام ہے۔ کلمہ پڑھنے سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے الخ (رہنمائے اساتذہ ص۳۵) اور جس طرح رہنمائے اساتذہ میں مرزائی طلبہ کے لئے اسلام کے نام پر یہ لکھنا ناجائز ہوگا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی تھا یا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت جاری ہے۔ اسی طرح شیعہ طلبہ کے نام سے اسلام کے نام پر کلمہ اسلام کے الفاظ میں تبدیلی جائز نہیں قرار دی جاسکتی جس طرح امّتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ میں دو اسلام۔ دو نبی۔ دو کعبے اور دو قرآن نہیں ہوسکتے اسی طرح دو کلمۂ اسلام بھی تجویز نہیں کئے جاسکتے۔ اور شیعہ علماء کو تو اس پالیسی کی پیروی لازم تھی جو بقول ان کے حضرت علیؓ نے قرآن کے متعلق اختیار کی چنانچہ ترتیب قرآن کی بحث میں پندرہ روزہ "المنتظر" لاہور۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۶۷ء میں لکھا ہے کہ: حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب نے اسے بصورت تنزیل مرتب کیا تھا لیکن برسرِ اقتدار اصحاب نے اسے قبول نہ کیا۔ اور آپ نے اس خطرہ سے بچتے ہوئے کہ مسلمانوں میں دو قرآن نہ ہو جائیں اپنے جمع کردہ قرآن کی اشاعت نہ فرمائی"۔ کاش کہ شیعہ علماء و مجتہدین بھی ایک ہی متفقہ کلمۂ اسلام پر قائم رہتے۔ اور پاکستان میں ایک نیا انتشار نہ پیدا کرتے۔ اور اب تو یہ خطرہ بھی پیدا ہو گیا ہے کہ وہ خود ساختہ کلمۂ اسلام کی طرح اپنا دوسرا قرآن بھی کہیں سے نہ لے آئیں بہرحال پاکستانی نصاب دینیات میں کلمہ اسلام کی یہ تبدیلی اسلام کے خلاف ایک بڑی خطرناک سازش ہے اور اگر کوئی شخص اس کو بھی فروعی اور معمولی مسئلہ قرار دے اور تحفظ کلمۂ اسلام کی تحریک میں رکاوٹ ڈالے تو یہ سمجھ لیجئے کہ یا تو وہ نرا جاہل اور احمق ہے۔ یا اس کا اقرارِ اسلام صرف سیاسی نوعیت کا ہے یا وہ خود کلمۂ اسلام کی تبدیلی کی سازش میں شریک ہے۔ ایسے لوگوں کی شر سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین۔ گو سوادِ اعظم اہلِ سنّت کا عموماً یہ حال ہے کہ ؎ کچھ ایسے سوئے ہیں سونیوالے کہ جاگنے کی انہیں قسم ہے۔ لیکن ان میں جاگنے اور جگانے

والے بھی موجود ہیں جو اصلی کلمۂ اسلام کے تحفظ کو مال و جان کی حفاظت سے بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ ہر مخلص مرد و مسلمان پر اپنے کلمہ کی حفاظت لازم ہے لیکن خصوصاً علماء و مشائخ سیاسی زعماء و قائدین۔ دین کے مدرسین و مبلغین۔ سکولوں کے طلبہ و اساتذہ۔ وکلاء اور پروفیسرز۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں اور سینٹ میں مسلمانوں کے نمائندگان مزدور و کسان اور دیگر تعلیم یافتہ طبقہ وغیرہ پر اپنی اپنی مخصوص صلاحیتوں کی بنا پر یہ ذمہ داری زیادہ عائد ہوتی ہے کہ وہ ہر ممکن کوشش سے خود ساختہ کلمۂ اسلام کو منسوخ کرانے کی کوشش کریں۔ اور آخری گذارش یہ ہے کہ چاروں صوبوں کے مسلمان ہر جگہ سے فوری طور پر وزیر اعظم پاکستان کو احتجاجی تاریں اور قراردادیں بھیج دیں۔ وما علینا الا البلاغ

قراردادیں

(۱) مکہ مکرمہ۔ مدینہ منورہ اور عرب و عجم کے تمام مسلمانوں کے متفقہ کلمۂ اسلام لآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ کے خلاف شیعوں کے خود ساختہ کلمہ اسلام لآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ۔ وَصِیُّ رسولِ اللّٰہِ وخلیفتہ بلافصل ط کے خلاف ہم شدید احتجاج کرتے ہیں اور حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس بے بنیاد کلمہ اسلام پر پابندی لگا کر اصلی کلمۂ اسلام کی قانوناً حفاظت کرے۔

(۲) کلمہ اسلام میں تبدیلی کرنے کی بنا پر چونکہ جمہور مسلمانوں کے ساتھ شیعوں کے مذہبی اور ملی اتحاد و اشتراک کی اب کوئی بنیاد باقی نہیں رہی اس لئے ہم حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ سرکاری سکولوں کے نصاب سے شیعہ دینیات کو فوری طور پر منسوخ کر کے صرف سواد اعظم اہل سُنّت کا نصاب دینیات نافذ کرے۔

(۳) آئین پاکستان میں مرزائی (قادیانی ہوں یا لاہوری) غیر مُسلم اقلیت قرار دیے جا چکے ہیں لیکن باوجود اس کے وہ اسلام کے نام پر اپنے کافرانہ نظریات کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ اس لئے ہم حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ مرزائیوں کا لٹریچر ضبط کر لیا جائے اور اسلام اور اسلامی اصطلاحات کے استعمال کی بنا پر ان کو ازروئے قانون سنگین سزا دی جائے"۔۔۔۔

منجانب: خادم اہلِ سُنّت الاحقر مظہر حسین غفرلہ خطیب مدنی جامع مسجد چکوال و امیر تحریک خدام اہلِ سُنّت صوبہ پنجاب ۔ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۱۹۷۵ء